ذوالکفل بخاری

مشفق خواجہ چلے گئے

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

اردو کے ممتاز محقق، نقاد اور شاعر مشفق خواجہ ۲۱ فروری کو کراچی میں ۶۹ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ ایک خاص علمی روایت اور ایک خاص دبستان کے شاید آخری نمائندے تھے کہ جو جاتے ہوئے اپنے ساتھ شائستگی شگفتہ گفتاری بذلہ سنجی اور بے ریا و بے لوث علم دوستی کی ''حدکمال'' تک پہنچی ہوئی وہ سب خوبیاں بھی سمیٹ کر لے گئے جو اُن کے وجود میں یکجان و یک قالب ہو چکی تھیں۔

مشفق خواجہ کے تحقیقی کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے۔ تحقیق کی دنیا میں جو اعتبار جو احترام اور جو مقام انہوں نے اپنے لیے پیدا کیا اس کے حوالے سے وہ اپنی معاصر نسل کے ادیبوں میں بلاشبہ سب سے ممتاز درجے پر فائز تھے۔ ادب کے قارئین کی عمومی دلچسپی مشفق خواجہ کے شہرہ آفاق کالم ''سخن در سخن'' سے زیادہ رہی جسے وہ ''خامہ بگوش'' کے قلمی نام سے سال ہا سال تحریر کرتے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کالموں کے ذریعے سے ادب کے ایک عام قاری سے لے کر تحقیق و تخلیق اور تنقید و تدوین کے بالانشینوں تک سب پر لطف سخن کی ایک انوکھی دنیا منکشف ہوئی۔ ایک ایسی دنیا جس میں صرف اور صرف سچائی کا سکّہ چلتا تھا۔ بے آمیز، بے لاگ، بے غرض اور بے پناہ سچائی۔ معلومات کا تنوع، زبان کا چٹخارہ، اسلوب کی رنگارنگی، تہذیب کا رچاؤ اور تحریر کا بہاؤ...... یہ وہ عناصر تھے جنہیں باہم نجانے کیسی جادوگری سے ملا کر ''خامہ بگوش'' نے کالم کی شکل دے دی تھی۔

ایک ایسا ادبی ماحول جو سراسر غیر ادبی عناصر سے ترکیب پا رہا ہو، جس سے تشہیری، تجارتی اور تزویری مقاصد کے حصول کے لیے ستائش باہمی، پروپیگنڈہ، نعرے بازی اور دھڑے بازی سمیت دنیا کی ہر برائی، ہر سازش، ہر خیانت جائز اور روا قرار دی جا چکی ہو۔ ایسے ماحول میں مشفق خواجہ کا وجود مغتنمات میں سے تھا۔

ابھی دو سال پہلے میرزا یگانہ کا کلیات ایک ہزار صفحوں پر مشتمل شائع ہوا تو اہل نظر نے جانا کہ اس ''ادبی معجزے'' کی نمود، مدوّن و مرتب مشفق خواجہ کے سالہا سال کی دیوانہ وار جستجو سے ممکن ہو پائی تھی۔ انہیں یگانہ سے خصوصی دلچسپی تھی۔ آج ان کی وفات پر جہاں بہت سی ذاتی یادیں ہجوم کر رہی ہیں۔ یگانہ ہی کا ایک شعر بھی بہت یاد آ رہا ہے کہ ؎

ہوا جو بگڑی تو ٹھنڈا ہی کر کے چھوڑے گی
ہزار شعلۂ بے باک سرکشیدہ سہی !